ڈاکٹر نقیب احمد جانؔ*

اُردو نعت گوئی میں عشق رسول ﷺ کے بو قلموں مدارج: بحوالہ حفیظ تائب

Abstract: *Affection with Prophet SWS is the part and parcel of faith. It is the pre-requisite of faith to have affection with Him. The prophet Muhammad SWS once said that one was not a true Muslim until and unless he (The Prophet SWS) was not loved by him more than his parents, children and everyone else. Thus, He clarified that to be a true Muslim was, first, to be drowned deep in Ishq-e-Rasool, since it was the pillar of Eman.It is natural to be poetic in expression when one develops affection and emotional attachment. As for the poetic expression with respect to expression of love for Prophet Muhammad, it comes down to us from the Almighty Allah. Appreciation and love songs for the great Muhammad PBUHthan comes down from divine to the angles and then to the mankind. Among the earlier NaatNigaar, Hazrat Abu Talib and Werqa Bin Nofel are well known, followed by the companions of Prophet Muhammad, Hassan IbneSabit among them was titled as Shaer e Rasool (Poet of the Prophet) and so on.Everyone adopted different writing style for naat. Ishq e Rasool instigates one for NaatGooye and it works to estimate one's love for the prophet Muhammad SWS. Hafeez had devoted whole of his life for Hamd-o-Naat. His contributions in this regard cannot be avoided. He brought new and dynamic writings in shape of Naat Gooye. This article sheds light on his contribution with respect to Naat Gooye.*

محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کے دل و دماغ کو مکمل طور پر اپنے اختیار میں کر لیتا ہے۔ وہ دل جس میں محبت گھر کر جاتی ہے اس میں کسی بھی اور چیز کے لیے گنجائش نہیں رہتی ہے۔ وہ تمام چیزیں جو اس محبت کے تقاضوں پر پوری اترتی ہیں دل میں جگہ پا سکتی ہیں اور ان کے برعکس جو چیزیں ان تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہوتیں کسی صورت دل میں جگہ بنانے میں کامیاب نہیں ہو پاتیں چاہے بہت فائدہ مند اور سود مند کیوں نہ ہوں۔ محبت فائدہ اور نقصان کے پیمانوں سے ماورا ہو کر کسی خیال میں مگن ہونے کا نام ہے۔ محبت کرنے والا یہ نہیں سوچتا کہ اس کی محبت اس کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان دہ ہے۔ یہ ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کی سوچوں کو مکمل طور سے جکڑ لیتا ہے۔ بحیثیتِ مسلمان محبت کا محور و مرکز ذاتِ آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جن سے محبت کرنے کی تلقین خود خالقِ کائنات نے کی ہے۔ اور حضور ﷺ نے حبِ رسول ﷺ کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ جب تک حضور ﷺ سے محبت نہیں ہوتی مسلمان ایمانِ کامل کا حامل نہیں ہوتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ویمن یونیورسٹی، صوابی

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآ ؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَأَمْوَالُنِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِى سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَأْتِىَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ[القرآن](۱)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب میں ارشاد ربانی ہے النَّبِیُّ اَولیٰ بِالمُؤمِنِینَ مِن اَنفُسِھِم(۲) ترجمہ: نبی تو مومنوں کے لیے ان کی ذات سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ

وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ لاَ یُؤمِن اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُون اَحَبَّ اِلیہِ مِن وَالِدِہ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجمَعِین (متفق علیہ) (۳)

ترجمہ: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری زندگی ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میرے ساتھ اپنی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے بڑھ کر نہ محبت کرے۔

اس ارشادِ نبوی ﷺ کے تحت کامل ایمان رکھنے والا مسلمان وہ ہی ہو سکتا ہے جو حضورِ پرنور ﷺ کے ساتھ حد درجے کی محبت رکھتا ہو۔ محبت کے جذبے میں ایک اور خاصیت خلوص کی ہے۔ محبت تب ہی کامل ہو سکتی ہے جب اس میں خلوص ہو اور خلوص حب نبوی ﷺ کے علاوہ کسی بھی محبت میں سو فیصدی آنا ممکن نہیں ہے۔ کسی بھی مادی چیز سے محبت کسی نہ کسی ضرورت یا ذاتی پسند ناپسند کے تحت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر مادی چیز کا وجود کسی نہ کسی فائدہ یا نقصان کے تناظر میں قبولیت یا تردید کی سند پاتا ہے۔ حاکم کی محبت بھی ذاتی فوائد کے تحت ہوتی ہے۔ حتی کہ خالق باری سے محبت کا دعویٰ بھی اگر کیا جاتا ہے تو اس میں بھی کہیں نہ کہیں جا کر جنت و نعیم کا پہلو موجود ہوتا ہے۔ کیونکہ خالق نے اپنے ساتھ محبت کی نہیں اطاعت اور عبادت کی تلقین کی ہے۔ لیکن حضورِ پرنور ﷺ سے محبت، محبت کی وہ خالص شکل اور ہیئت ہے جس کا ہونا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب بنتا ہے اور حضور ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے اس کی تلقین کی ہے۔ عشق رسول ﷺ دنیا میں وہ واحد محبت ہے جو اپنی خالص ترین شکل میں موجود ہے کیونکہ اس میں نہ کوئی دنیاوی فائدے اور لالچ کی بات ہوتی ہے اور نہ ہی کسی مادی مفاد کی۔ یہ وہ محبت ہے جو عقیدے اور ایمان کی تکمیل کی نشانی ہے اور مسلمان ہونے کے ناطے بہترین مسلمان وہی ہو گا جو عشقِ رسول ﷺ میں اولیٰ و ارفع ہو گا۔ نبی کی محبت سے مراد محبتِ عقلیہ ہے جس کا وجود اطاعت کاملہ کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ جذبہ محبت کے ساتھ ساتھ بقائمی ہوش و حواس پورے عقل و دانش اور مکمل اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ رسول ﷺ سے

محبت ہونی چاہیے۔ حبِ رسول ﷺ فطری اور جبلی نہیں کیونکہ فطری و جبلی محبت کو دوام نہیں یہ کسی بھی موقع پر جبلت و فطرت کے زیرِ اثر معدوم ہو سکتی ہے۔ جبکہ محبتِ عقلیہ کو دوام بھی ہے اور یہ روبہ ترقی ہو گی کیونکہ انسان کی عمر کے ساتھ اس کی عقل پختہ تر ہوتی جاتی ہے۔ لہذا جس محبت کی بنیاد عقل اور اطاعت پر ہو گی وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ راسخ اور پختہ تر ہوتی جائے گی۔ یہی کامل اور راسخ محبت ہے جو عاشقِ رسول ﷺ کے دل میں وقت کے گزرنے کے ساتھ پختہ تر ہوتی رہتی ہے۔ بقول شاعر

نازاں ہے جس پر حسن،وہ حسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروانِ شوق! یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے(۴)

محبت ایسا جذبہ ہے جو دل میں رہتا ہے تو خاموش نہیں رہ سکتا ہے۔ کسی نہ کسی صورت میں اس کا اظہار لازمی ہوتا ہے۔ جو دل محبت کے جذبے سے سرشار ہوتا ہے تو وہ اس محبت کے اظہار میں نغمہ سرا ہو ہی جاتا ہے۔ عشقِ رسول ﷺ کے اظہار کا ایک طریقہ نعت خوانی اور نعت گوئی ہے۔ بقول ڈاکٹر شہزاد احمد

> نعت (ن ع ت) عربی زبان کا معروف سہ حرفی لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنی تعریف و توصیف بیان کرنے کے ہیں۔ نعت عربی زبان کا اسم اور مونث ہے۔ عرف عام میں منظوم کلام کے علاوہ نثر میں بھی مستعمل ہے۔ یعنی لفظ نعت کا اطلاق نظم و نثر دونوں میں مروج ہے۔(۵)

محبت ایسا جذبہ ہے کہ اس کے اظہار کے ہزاروں طریق اور صورتیں ہیں۔ عشق رسول ﷺ کے اظہار کے بھی طرح طرح کے انداز اور طریقے رائج رہے ہیں ان میں ایک طریقہ اپنے جذبے کو الفاظ اور اشعار کا جامہ پہنا کر محبوبِ سبحانی کی محبت میں نغمہ سنج ہونے کا ہے جو حضور ﷺ کے دور ہی سے ان کے اصحابؓ کی ابتدائی نعتوں کے مرقعوں سے لے کر آج تک دوام پا رہا ہے اور تا قیامت دوام پاتا رہے گا۔ نعت گوئی کے اس قافلے کے سالار خود خالقِ کائنات ہے جس نے حضور ﷺ کی تعریف و توصیف کی ہے اس کے بعد ملائک اور پھر حضور ﷺ کے روئے زمین پر جلوہ گر ہونے کے ساتھ ہی نعت کا سلسلہ حضرت ابو طالب اور ورقہ بن نوفل سے ہوتے ہوئے حسان ابن ثابتؓ تک پہنچا اور انہوں نے شاعرِ رسول ﷺ کا لقب پا کر شاعروں کے لیے حضور پر نور ﷺ کے دربار میں شرفِ قبولیت کا دروازہ کھولا۔ یہ سلسلہ پھر تابعین اور تبع تابعین سے ہوتا ہوا عرب و عجم کے متاخر شعرا میں نفوذ کرتا چلا گیا اس کے بعد آج تک نعت کا سلسلہ ہے کہ چلتا آ رہا ہے۔ ڈاکٹر طلحہ رضوی برق داناپوری کہتے ہیں کہ "نعت گوئی میں اولین سہرا میمون بن قیس کے سر ہے۔"(۶) اسی طرح ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ "سب سے پہلی نعت گو شخصیت خداوند قدوس کی ہے"(۷) اللہ جل شانہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيهِ

وَسَلِّمُو اتَسْلِیمًا(القرآن)(۸) ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، لہٰذا اے مومنو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔ قرآن مجید کی اس آیت سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود حضور ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اور اس کے ملائک بھی حضور ﷺ پر سلام و درود بھیجتے رہتے ہیں۔ نیز مومنین کو بھی تلقین کی گئی ہے کہ حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجیں۔ اس طرح نعت یا درود و سلام کا سلسلہ خالقِ کائنات سے شروع ہو کر فرشتوں سے ہوتے ہوئے مومنین تک پہنچتا ہے۔ اس کاروان کے سالار خالقِ کائنات خود ہیں اور ملائکہ کے بعد تمام مسلمان حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا فرض انجام دے رہے ہوتے ہیں پھر ان میں سے ایک کاروان نعت کی صورت میں ہدیۂ عقیدت و محبت حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے والا ہے اور اس قافلے کے ایک راہی حفیظ تائبؔ بھی ہیں جن کا اصل نام عبدالحفیظ اور تائب تخلص ہے۔ جن کا اوڑھنا بچھونا عشقِ رسول ﷺ میں نغمہ سرائی رہا ہے۔ حفیظ اُردو نعت کا ایک معتبر نام ہے اور انہوں نے نعت اور عشقِ رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا مقصدِ اولین بنائے رکھا ہے۔ حفیظ تائب بیسویں صدی (۱۹۳۱۔۲۰۰۴) کے ایک معروف نعت گو شاعر کی حیثیت سے خصوصی شہرت کے حامل ہیں۔ اس کے علاوہ نثر میں بھی تحقیقی کتب تحریر کیں۔ نعتیہ کتب میں صلوعلیہ وآلہ (اردو نعت ۱۹۷۳)، سک متراں دی (پنجابی نعت ۱۹۷۸)، وسلمو تسلیما (اردو نعت ۱۹۹۰)، وہی یسین وہی طہٰ (اردو نعت ۱۹۹۸)، لیکھ (پنجابی نعت ۲۰۰۰)، نسیب (غزلیات ۲۰۰۳)، تعبیر (قومی و ملی منظومات ۲۰۰۳)، بہار نعت (انتخاب نعت مع جائزہ ۱۹۹۰)، کوثریہ (مجموعہ نعت ۲۰۰۳) اور کلیات حفیظ تائب 2005 میں شائع ہوا ہے۔ نثری کتب میں باب مناقب (تذکرہ نعت گو شعرا)، پن چھان (پنجابی تنقید ۱۹۷۸)، پنجابی نعت (تحقیقی جائزہ ۱۹۸۱)، کتابیات سیرت رسول (۱۹۷۳۔۱۹۷۸) ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی کتب کے پر مغز اور علمی دیباچے، پیشوائیاں، تبصرے، ابتدائیے اور جائزے وغیرہ لکھ کر فن حمد و نعت سے متعلق بیش قدر تحقیقی و تنقیدی سرمایہ چھوڑا ہے۔

حفیظ تائب نے شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا ہے اور کمال مہارت سے اپنے فن کا مظاہرہ کیا، جس کی بدولت لازوال شہرت پائی ہے۔ ان کے ہاں غزل بھی نعت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ملتی ہے۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے شعر کہنے کا ملکہ عطا کیا ہوتا ہے۔ ان کے الفاظ کی بندش میں ایسی بے ساختگی اور کشش ہوتی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ اس شعر کو بار بار پڑھ کر لطف اندوز ہوا جائے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "اِنَّ مِنَ البَیَانِ سِحرًا ترجمہ: بعض تقریر جادو کی طرح اثر کرتی ہے"(۹) (صحیح بخاری) اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا:" بے شک بعض شعر (پُر از) حکمت ہوتا ہے"(۱۰) (متفق علیہ) پھر وہ بیان اور وہ اشعار جن میں عشقِ رسول ﷺ کی کارفرمائی ہو وہ یقیناً حکمت سے بھرا ہوا کلام ہوتا ہے۔ علامہ اقبال کے الفاظ میں ع: دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے(۱۱) وہ کلام جو دل سے محبت کے جذبے کے زیرِ اثر نکلتا ہے وہ قاری یا سامع کے دل پر بھی وہی جادوئی اثر رکھتا ہے اور اس سے قاری کو رقتِ قلب کی دولت ملتی ہے۔ اس کا دل سوز و گداز سے آشنا ہوتا ہے اور محبت کا نخل اس کے دل میں پروان چڑھتا ہے۔ اس تناظر میں حفیظ تائب کی شاعری کو دیکھا جائے تو واضح طور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انہوں نے عشقِ رسول ﷺ کی پہنائیوں میں ڈوب کر جو نعتیہ شاعری کی ہے وہ طبیعت میں سوز و گداز پیدا کرتی ہے۔ اور قاری کو عشقِ رسول ﷺ کی خنک وادیوں میں کشاں کشاں لیے چلتی ہے۔

دل بھی کیا ہے بس اک طلب کے سوا
آرزوئے حبیب رب کے سوا
آنکھ کیا ڈھونڈتی ہے صدیوں سے
جلوہ روئے منتخب کے سوا (۱۲)

حفیظ تائب کی نعت گوئی میں سرشاری اور طمانیت قلب کی کیفیت ہے۔ سرخوشی اور سرشاری کی ان کیفیات کے اظہار کے لئے حفیظ تائب بحور کے انتخاب کا بھی خاص اہتمام کرتے ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام کی بیشتر بحریں مترنم ہیں۔ جن سے موسیقیت اور آہنگ کا احساس جنم لیتا ہے۔ جذبات کے اظہار کے لیے وہ ایسے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں کہ حضور ﷺ پر نور کی ذات کی کرنیں پڑھنے والوں کے احساسات کو بھی ایک لطافت اور تابانی عطا کرتی چلی جاتی ہیں۔ ان کے کلام میں حضور ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ چاہے وہ آیاتِ قرآنی کی صورت میں ہوں یا احادیثِ نبوی ﷺ کی صورت میں جگہ جگہ جلوہ گر نظر آتے ہیں جو قاری اور سامع کو حضور ﷺ کی تعلیمات سے آشنا کرتے جاتے ہیں۔ اس سے ایک طرف اگر یہ واضح ہوتا ہے کہ حفیظ اپنے محبوب کی ایک ایک ادا کو کس محبت اور سرشاری کی کیفیت سے مملو ہو کر دیکھتا ہے تو دوسری طرف اس کی محبتِ عقلیہ کا ایک واضح ثبوت ہے کہ وہ اپنے اشعار اور نعتوں کے ذریعے اپنے محبوب کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے کلام کو عام کرنا چاہتا ہے۔ ان کو مضامین قرآن واحادیث نعتیہ اشعار میں منظوم کرنے کا خاص ملکہ حاصل تھا، لکھتے ہیں کہ

سجھا کے نکتہ خیر الامور اوسطہا
مجھے توازن فکر و نظر تو نے دیا (۱۳)

یا پھر یہ کہ

مرے حضور کی رحمت ہے بے کراں تائب
مرے حضور کا اعلانِ عام لا تثریب (۱۴)

ایک اور نعت میں محبوبِ خدا کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن عظیم الشان کی ان آیات کی طرف اشارہ دیتے ہیں جن میں خالقِ کائنات میں خود اپنے محبوب کو مخاطب کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

بس تو ہے فَتَحنَا لَکَ فَتحاً کا مخاطب
پیرو ہیں تیرے آیۂ اَعلَون کے مصداق (۱۵)

حفیظ تائب کے کلام میں علمیت اور جذبہ پہلو بہ پہلو رہتے ہیں۔ اگر ان کا جذبہ عشق ارفع ہے تو آداب عشق سے بھی آگاہ ہیں اس لئے کبھی بھی ادب و احترام کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں۔ ان کو بخوبی اندازہ ہے کہ لفظیات اور لہجے کے انتخابی مراحل میں نعت گو شعرا کو یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ سلطان انبیا اور دینوی سلاطین کی مدح میں واضح فرق ہے اور اس کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ وہ الفاظ و اصطلاحات جو کسی فرد کے لئے مخصوص ہوں وہ نعتیہ اشعار کا پیرایۂ اظہار نہیں بن سکتے ہیں۔ نیز یہ لحاظ بھی رکھنا لازمی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ حضور ﷺ کو درجۂ بشریت سے اٹھا کر مسند الوہیت پر نہ جلوہ افروز کیا جائے اور مبادا شرک کا مرتکب ہوا جائے۔ نعتیہ اشعار میں مقامِ رسول ﷺ کو بعینہ برتنے کا جو منصب ہے وہ نہایت احتیاط کا متقاضی ہے اور یہی طریقہ لہجے اور پیش کش پر بھی صادر ہوتا ہے۔ اس حوالے سے سراج احمد قادری رقم طراز ہیں۔

> بیان و اظہار کا یہ محتاط رویہ جہاں نعت رسول ﷺ کو عمومیت سے پاک رکھنے میں معاون ہوتا ہے وہیں ذکر الوہیت کے خصوصی دائرے میں داخل ہونے سے بچاتا ہے۔۔۔۔ ان کا فکری وفنی امتیاز اسی طرح باقی رہ سکتا جب تک ان کی شعری کاوشوں میں توحید ورسالت کا فرق نمایاں طور پر موجود ہو۔(۱۶)

چوں کہ نعت میں وہی مضمون برتے جاسکتے ہیں جو شان رسالت اور عشق رسول ﷺ سے ہم آہنگ ہوں۔ تمام عالم محمد ﷺ کے جہان کا ایک ذرہ ہے۔ اگر دیکھا جائے تو توحید ہمارے دامن کا مرکزی نقطہ ہے اور اس نقطے کو مزین و منور کرنے والی ذاتِ ذاتِ محمد ﷺ ہیں۔ حفیظ تائب کے نعتیہ کلام کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے نعت کے بار بار دہرائے ہوئے مضامین کو نئے نئے اور بوقلموں انداز سے ہر بار ایک نئے پیرائے میں الفاظ کے نئے پیراہنوں میں ڈھالتے ہوئے وسعت، ندرت اور تازگی عطا کی مثال کے طور پر غزوہ بدر، یاایہاالمزمل، صاحب خیر کثیر، حسن محبوب خدا میں گم ہوں، نورو ظہور، اے صاحب معراج، کھلا باب حرم وغیرہ وغیرہ۔ ایک طرف اگر ان کے ہاں ان پرانے مضامین کو نئے پیرائے میں ادا کرنے کا ہنر ہے تو دوسری طرف ان کے ہاں نو بہ نو موضوعات کی فراوانی بھی ہے۔ اوران کی اس انفرادیت کو سراہتے ہوئے احمد ندیم قاسمی کا کہنا ہے کہ

> "حفیظ تائب نے صنف نعت پر بعینہ وہی احسان کیا ہے جو غالب، اقبال اور آج کے بعض نمایاں شعراءنے غزل پر کیاہے"(۱۷)

نعت گوئی در حقیقت مقصدیت پر مبنی شاعری ہوتی ہے۔ مقصد کو فنی لوازمات کے پیکر میں ڈھالنا ایک صاحب قدرت شاعر کا کمال ہے۔ اگر دیکھا جائے تو شاعری کی بنیاد تغزل پر ہے اور غالب اور اقبال کی شاعری تغزل کی بدولت ہی اوج کمال کی بلندیوں تک پہنچی ہے۔ اور اس کا عکس ہمیں حفیظ تائب کے ہاں بھی بہت واضح نظر آتا ہے۔ تائب نے نعت گوئی میں تغزل کو بہت خوبی سے برتا ہے۔ انہوں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار نعتیہ اشعار میں بہت عمدہ طریقے سے کیا ہے۔ کیونکہعشق رسول ﷺ ہر بندہ مومن کا اعتقاد ہے۔ رسول ﷺ سے محبت کی بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں ہے۔ جب خالق کون ومکاں کو آپ سے محبت ہے تو پھر مومن کو آپ سے محبت کیوں نہ ہو۔ حفیظ تائب نے ہر بندہ مومن کی علمی صلاحیتوں کو مد نظر رکھ کر نعت گوئی کی ہے کہ کوئی کم

علم بھی اس سے حظ اٹھائے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کا لہجہ بہت جچا تلا اور محتاط ہوتا ہے۔ کہیں بھی الفاظ و خیالات ثقیل اور بوجھل محسوس نہیں ہوتے حالانکہ بعض اوقات الفاظ بہت نامانوس ہوتے ہیں لیکن ان کے جذبے کی شدت تمام علمیت پر حاوی ہو جاتی ہے اور قاری ان کی کیفیات کا بھرپور مزا لیتے ہوئے الفاظ اور زبان کی ثقالت کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ جس سے کلام سہل اور عام فہم ہو جاتا ہے اور ہر خاص و عام اس سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہتا ہے۔ اسی جذبے اور سرشاری کے عالم میں تائب کی زبان سے نکلے ہوئے نعتیہ اشعار کی ایک جھلک دیکھ لیجیے۔

روح میں نقش چھوڑتی صورت
وہ پیغمبر کی ہاشمی صورت
پیکر مصطفی سے زیبا تر
متصور نہیں کوئی صورت
ہو کرم تو نکل ہی آتی ہے
حاضری کے شرف کی بھی صورت (۱۸)

آپ ﷺ سے عقیدتوں کا بیان ہو تو فنی لحاظ سے نعتیہ شاعری اور شاعر کی کامیابی یہ ہو گی کہ اس کا بیان قارئین پر اسی وجد کی کیفیت طاری کر دے جس سے شاعر دوران تخلیق دوچار ہوا ہو۔ بلکہ ساتھ ہی ساتھ افہام و تفہیم میں مددومعاون ثابت ہو اور ایمان کو مستحکم بنائے، جس عقیدے سے وابستگی نے شاعر کو نعت گوئی کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ حفیظ تائب کے ہاں شوکت کلام کے ساتھ ساتھ اعلیٰ فنی محاسن کا خوبصورت عکس دکھائی دیتا ہے۔ انہوں نے سادہ، رواں دواں اور مانوس بحروں میں طبع آزمائی کی ہے۔ تائب کئی زبانیں جانتے تھے اور جتنی زبانیں جانتے تھے سب میں اپنے محبوب سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ ان کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اُردو نعت میں بعض مقامات پر ہندی اور پنجابی بحروں کو استعمال کیا ہے جس سے نہ صرف کلام میں حسن پیدا ہوا ہے بلکہ قارئین کے لیے دلچسپی کا سامان بھی فراہم کر گئے ہیں۔

شوق باریاب ہو گیا
وا کرم کا باب ہو گیا
آپ کی نگاہ پڑ گئی
ذرہ آفتاب ہو گیا
لب پہ آ گیا وہ اسم پاک
دل مرا رباب ہو گیا (۱۹)

حسن ترکیب کے علاوہ تائب کے ہاں کمال کا حسن التزام بھی ملتا ہے جس میں تلمیح و ایہام جیسے محسنات کلام سے کام لیتے ہیں ۔کیونکہ تلمیحات کے استعمال میں بھی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ایسی تلمیحات کو زیر قلم لانا بہتر ہے جو قرآن کی رو سے ثابت ہوں اور کسی بھی نوع کے شکوک و شبہات سے بالا تر ہوں۔ قریب المفہوم الفاظ و اصطلاحات کا خصوصی دائرہ قائم رہنا چاہیے۔حفیظ تائب کے ہاں ہمیں یہ تمام التزامات بطور احسن طریق ملتے ہیں مثلا

باتیں آقا کی سناتا ہے اُحد

اس کے دامان صفا میں گم ہوں (۲۰)

احد کے ساتھ صفا کی مناسبت لائق تحسین ہے۔احد ایسا پہاڑ ہے جو آنحضرت سے محبت رکھتا تھااور حضور ﷺ اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔اور کوہ صفا تو بذات خود اخلاص و محبت کا ایک خوبصورت امتزاج ہے۔ اسی طرح بعض مقامات پر برج ثور، غار ثور کی مناسبت نظر آتی ہے۔اسی طرح معراج کا واقعہ کہ آپ ﷺ نعلین سمیت عرش معلی تک تشریف لے جانے کا ہے۔حفیظ تائب نے ہر نعت کے پس منظر کو طشت از بام کرنے کے لئے قرآن ،حدیث اور سیرت کا بغور مطالعہ کیا۔مثلا نعت "خیر البشر" میں وہ حضرت محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کیے ہیں کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے ساری زندگی اچھی عادات کا نمونہ پیش کیا ہے۔آپ نہ صرف خوش اخلاق تھے بلکہ خوش اخلاقی کا پیکر تھے۔حضرت عائشہؓ نے ان کے اخلاق کو قرآن کہا تو اللہ تعالیٰ نے خود گواہی دی کہ انک لعلی خلق عظیم (القرآن)(۲۱) ترجمہ: اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں۔یعنی اداب قرآنی سے مزین اور اخلاقِ الٰہیہ سے متصف ہیں۔حضور ﷺ کی اسی خوش خلقی اور اخلاقِ حسنہ کی تعریف کرتے ہوئے نہایت خوب صورت پیرائے میں لکھتے ہیں

خوش خصال و خوش خیال،خوش خبر،خیر البشر

خوش نژاد خوش نہاد و خوش نظر،خیر البشر(۲۲)

درجہ بالا صرف ایک شعر ہی حفیظ تائب کے والہانہ عشق کا بہترین مظہر ہے جس میں ذات بابرکت آنحضرت ﷺ روز روشن کی طرح سامنے آجاتی ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ ایک مکمل انسان تھے تو یہ قرآن کی رو سے درست ثابت ہوتا ہے۔اور اس کا اقرار خود خالق کائنات نے بھی فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ(القرآن)(۲۳) ترجمہ: بے شک حضور ﷺ کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔آپ ﷺ کی بدولت ایسا انقلاب برپا ہوا جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر محیط تھا۔دلوں کو جوڑنے کا ہنر صرف آپ ﷺ کے پاس تھا۔آپ ﷺ نے انسانی خرابیوں کو دل کی جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔انہوں نے انسان کو نفس اور مادے کی غلامی سے نکال کر وہ بصیرت عطا کی جو مادے کے اس پار دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔حفیظ تائب کے عشق رسول ﷺ سے لبریز ان اشعار میں حضور ﷺ کی ان صفات کی طرف اشارہ ہے جو انسان کو انسانیت کے اعلیٰ صفات سے متصف کرنے کے لیے انہوں نے بطورِ مثال اپنے پیروکاروں کے لیے اپنی ذاتِ بابرکات میں مجتمع فرمائی تھیں۔لکھتے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ القرآن، سورۃ التوبۃ، آیت ۲۴

۲۔ القرآن، سورۃ الاحزاب، آیت ۶

۳۔ محمد داود، علامہ (مترجم) ، صحیح بخاری جلد ۱، باب حب رسول ﷺ، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، حدیث نمبر ۱۴، ص ۱۹۳

۴۔ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، مولانا، عشق رسول ﷺ، مکتبہ الفقیر، جھنگ، ۲۰۱۵، ص ۴۹

۵۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، اردو نعت پاکستان میں "حمد و نعت ریسرچ فاونڈیشن، اردو بازار کراچی، طبع اول ۲۰۱۴، ص ۲۹۲

۶۔ طلحہ رضوی برق، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، دانش اکیڈمی آرا بہار (انڈیا)، ۱۹۷۴، ص ۷

۷۔ اسماعیل آزاد فتح پوری، ڈاکٹر، نعتیہ شاعری کا ارتقاء، فائن آفسٹ ورکس آلہ آباد، انڈیا، ۱۹۸۸، ص ۲۷

۸۔ القرآن، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶

۹۔ محمد داود، علامہ (مترجم) ، صحیح بخاری جلد ۶، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، حدیث نمبر ۵۱۴۶، ص ۶۲۳

۱۰۔ مشکوٰۃ شریف (جلد دوم)، مترجم: مولانا عابد الرحمان کاندھلوی، دار الاشاعت، کراچی، حدیث نمبر ۴۵۷۳، ص ۴۷۹

۱۱۔ محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال (اردو) بانگِ درا، نیشنل بک فاونڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۰، ص ۲۲۷

۱۲۔ حفیظ تائب، کلیات حفیظ تائب، حفیظ تائب فاؤنڈیشن، اپریل ۲۰۰۵، ص ۱۵۵

۱۳۔ امجد شہزاد مجددی، اردو نعتیہ شاعری میں موضوع روایات، لاہور، ص ۱۴

۱۴۔ حفیظ تائب، کلیات حفیظ تائب، ۲۰۰۵، ص ۱۷۶

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۵۹

۱۶۔ سراج احمد قادری، ڈاکٹر، دبستان نعت، شمارہ نمبر ۲، پٹنہ انڈیا، ۲۰۱۷، ص ۳۵

۱۷۔ کلیات حفیظ تائب ص ۳۰

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۳۲ ۱۹۔ ایضاً، ص ۳۷۵ ۲۰۔ ایضاً، ص ۳۶۸

۲۱۔ القرآن، سورۃ القلم، آیت ۴

۲۲۔ کلیات حفیظ تائب، ص ۱۰۶

۲۳۔ القرآن، سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱

۲۴۔ کلیات حفیظ تائب ص ۱۰۶-۱۰۷

۲۵۔ محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال (اردو) بالِ جبریل، ص ۳۶۳

☆☆☆☆☆